الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

دار الافتاء والقضاء

2564586 فیکس 2560300-2560400 :فون www.jamiabinoria.net :ویب سائٹ darulifta@gmail.com :ای میل

MODE: **Regular**

Name : **Hamad**

Address : **Rawalpindi**

Subject : **HARAM-HALAL**

Writer : محمد اسلم اصغر

Serial No : **17744**

Date : **11/21/2012**

Contact No:

Email :

Assalamualikum!
I am an officer in a govt department, in our department there is a provision to every officer to enroll a personal servant for himself. It is a common practice that most of the officers make fake enrollments using documents of a person, who in some cases does not even know about his enrollment. The salary of the servant is handed over to the officers.
Now there is difference of opinion, some people say its all okay as everybody till top knows about the practice and secondly its our own wish whether we keep servant or manage the tasks ourself.
Some people say its okay if the salary is utilized only for such tasks meant to be carried out by servant. Some people say its totally wrong as a person is being deprived of govt job.
What is your opinion, kindly give elaborated reply keeping in view all the conditions also that in some cases the person does not know about his enrollment as servant.
Thanx

میں سرکاری محکمہ میں افیسر ہوں، ہمارے ڈیپارٹ میں ہر افیسر نے اپنے لیے ایک خاص ملازم رکھا ہوا ہے۔ یہ ایک عام معمول بن گیا ہے کہ بہت سے افیسر جھوٹا اندراج بنا کر کسی ایک شخص کے کاغذات کا استعمال کرتے ہیں، جبکہ وہ شخص اپنے اندراج کے بارے میں بالکل ہی نہیں جانتا، اور اس ملازم کی تنخواہ متعلقہ افیسر کو ادا کی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں اختلاف رائے پائی جاتی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے، کیونکہ اوپر تک سارے لوگ اس طریقہ کار سے آگاہ ہے۔ نیز یہ ہماری اپنی مرضی ہے کہ ہم نوکر رکھیں، یا اپنے کام خود کریں۔ کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا صرف اس صورت میں درست ہے، کہ اس نام نہاد نوکر کی تنخواہ صرف انہیں کاموں پر خرچ کیا جائے جو کا ایک نوکر سے لیے جاتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ایسا کرنا بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ ایک شخص کو سرکاری نوکری سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟ نیز جبکہ کچھ صورتوں میں مذکورہ نوکر کو اپنی بھرتی ہونے کا علم ہی نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً و مصلیاً:-

اگر گورنمنٹ کی طرف سے متعلقہ ادارے کے قانون میں اس طرح جعلی رجسٹریشن کروا کر افیسر حضرات کو تنخواہ لینے کی صراحۃً اجازت یا گنجائش مذکور ہو۔ تب تو سائل اور اسکے دیگر ساتھیوں کے مذکور طریقہ کار میں قباحت نہیں۔ اور اگر اسکی صراحۃً اجازت نہ ہو "جو یقینا نہیں ہے" تو ایسی صورت میں یہ عمل جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اس طریقہ سے

حاصل کی گئی رقم کا اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ۔ بلکہ اس طرح سے حاصل کی گئی تمام رقم کا متعلقہ ادارے کے اکاؤنٹ میں واپس لوٹانا لازم ہے ۔ اسلیے ان تمام افسران پر لازم ہے، کہ اس طرح کی جعلی رجسٹریشن کروا کر پیسے بٹورنے والے مذکور طرزِ عمل سے احتراز کریں ۔

قال رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" وإیاکم والکذب، فان الکذب یہدی إلی الفجور، وإن الفجور یہدی إلی النار. وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا. متفق علیہ. (مشکوۃ، ص۴۱۲).

وفی المرقاۃ تحت (قولہ فلیس منا) والترمذی الجملۃ الأخیرۃ بلفظ: من غش فلیس منا إلی قولہ "من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار. (ج:۶، ص۸۲).

وفی الشامیۃ: والحاصل أنہ إن علم أرباب الأموال وجب ردہ علیھم وإلا فإن علم عین الحرام لا یحل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ. (ج:۵، ص۹۹) ———

واللہ اعلم بالصواب.

اکرام اللہ "عفی عنہ"

دار الإفتاء: جامعہ بنوریہ کراچی ۱۶/۷

یکم شعبان/۱۴۳۳ھ.

الجواب صحیح

بندہ نادر جان عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی

۸/۸/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح

سیف اللہ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ

۹ شعبان ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح

عبد اللہ

دار الافتاء جامعہ بنوریہ

۱۱ رمضان ۱۴۳۳ھ

نائب رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

رئیس دار الافتاء جامعہ بنوریہ العالمیہ

دار الإفتاء 17744 ۱۴۳۳/۸/۱۹ جامعہ بنوریہ العالمیہ

29/6/12